مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری اور اس کے داماد سلطان محمد کے متعلق پیشگوئیاں

نہایت شاندار طریقے سے پوری ہوئیں

شائع کردہ

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

افسر

شعبہ دعوۃ و اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بار اوّل اگست ۱۹۷۹ء تعداد : ایک ہزار

(قادر پرنٹنگ پریس لاہور)

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد سلطان محمد کے متعلق پیشگوئیوں کا شاندار طریق سے پورا ہونا

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے متعلق پیشگوئی کا پس منظر

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان میں ان کے "تین چچا زاد بھائی تھے۔ جو حضورؑ کے ساتھ سخت دشمنی رکھتے تھے اور سخت بے دین تھے اور عملاً اسلام سے منحرف تھے چنانچہ حضورؑ اپنے ایک اشتہار میں ان کے متعلق لکھتے ہیں

"با لہام اللہ تعالیٰ عز وجل خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ جل شانہٗ و عز اسمہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر

تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں تادیر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ہے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

خاندان کے افراد کے متعلق تباہی کی پیشگوئی اور اپنے خاندان کے پھیلنے کی پیشگوئی

پھر اسی اشتہار میں فرماتے ہیں:

"پھر خدائے کریم جلشانہ' نے مجھے بشارت دے کر کہا تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا

اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دیگا تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی. خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا. میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور وہ تیری ساری مرادیں تجھے دے گا. میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا. اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے. خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا. اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے.

عبارت مندرجہ بالا میں مندرجہ پیشگوئیوں کا شاندار طریق پر پورا ہونا،

عبارت مندرجہ بالا میں جن پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ ۱۸۸۶ء کی ہیں یعنی ایسے زمانہ کی جب کہ حضورؑ کا کوئی دعوٰی بھی نہ تھا. اب انصاف پسند لوگ دیکھ لیں کہ کس شان سے یہ پیشگوئیں پوری ہوئی ہیں. کیا کسی انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ کسی خاص خاندان کے متعلق یہ پیشگوئی کر دے کہ اس خاندان کی صف لپیٹ دی جائے گی اور ان میں سے وہی بچے گا جو توبہ کر کے حضورؑ کے ساتھ ہو جائے گا چنانچہ حضورؑ کے تین چچا زاد بھائی تھے جو پیشگوئی کے وقت بڑے عروج پر تھے ان

کے متعلق کوئی وہم بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وہ تینوں کے تینوں ہلاکت کے منہ میں چلے جائیں گے اور ان کے گھر حسب پیشگوئی بیواؤں سے بھر جائیں گے۔ اور ان کے گھروں پر لعنت برس رہی ہوگی۔ اور ان کے خاندان میں سے صرف نظام الدین کا لڑکا ہی بچا جس نے حضرت اقدسؑ سے تعلق پیدا کر لیا باقی تمام افراد خاندان کے تباہی کا شکار ہو گئے اور اس خاندان کے بالمقابل اپنے خاندان کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ فرمایا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ چنانچہ آنکھیں رکھنے والے اصحاب دیکھ لیں کہ یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی ہے۔ کیا حضورؑ کی نسل ساری دنیا میں پھیل نہیں گئی۔ کیا عزت کے ساتھ ان کا نام نہیں لیا جاتا۔ ظاہری نسل کے علاوہ روحانی نسل کے متعلق بھی میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ چنانچہ دشمن خاندان کی تباہی کے سامان پیدا ہوئے ان میں سے ایک سامان احمد بیگ کی لڑکی کے رشتہ کا سوال بھی تھا جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

خاندان کے افراد اور قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے نشان کا مطالبہ

حضورؑ نے اپنے ایک اشتہار اعلان نامی میں ایک نشان کا ذکر فرمایا ہے جس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔ "اعلان"

"قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

جو بات کہے کر دوں گا میں یہ ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

قادیان کے آریوں کا دھرم پرکھنے کے لئے اگر کسی کو زیادہ فرصت نہ ہو تو ہمارے
اسی اشتہار کے ذریعہ سے ساری کیفیت ان کی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ کہاں تک وہ ایسی
سچائی کے قبول کرنے کے لئے مستعد ہیں جس کا اقرار کرنے سے وہ کسی طرف بھاگ نہیں
سکتے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جس سال اس عاجز نے قادیان کے ہندوؤں کے
ساتھ ایک تحریری معاہدہ کر کے بعض الہامی پیشین گوئیوں کے بتلانے کا وعدہ کیا تھا
انہیں دنوں میں یہ پیشگوئی جو اس اشتہار کے آخر میں درج ہے بخوبی ان کو سنا کر اور
قلم بند کر کے ان میں سے چار آدمیوں کے دستخط اس پر کرا دیئے تھے اور پیشگوئی کے
ظہور کی میعاد اکتیس ماہ تک تھی۔ اب جو فروری ۱۸۸۸ء کا مہینہ آیا۔ جو حساب کے رو سے
اکتیسواں مہینہ تھا تو ان بھلے مانسوں کے زہرناک تعصب نے انہیں اس قدر صبر کرنے
نہ دیا کہ مہینہ کے آخیر تک انتظار کرتے۔ بلکہ ابھی وہ آخری مہینہ چڑھا ہی تھا کہ انہوں
نے شور مچانا شروع کر دیا کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ یعنے اب کیا ہے۔ صرف چند روز باقی
ہیں۔ لیکن اس قادر کی قدرت دیکھیئے کہ کیسے اخیر پر اس نے ان کو الٹ کر مارا اور
کیسے ذلیل اور رسوا کیا کہ ابھی پندرہ دن اکتیسویں مہینے کے پورے ہونے میں باقی
تھے کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ افسوس یہ دل کے اندھے نہیں دیکھتے کہ ہر ایک پیشگوئی
ہماری خدا تعالے کیسی پوری کرتا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالے
کی کچھ پرواہ ہی نہیں۔

اب جاننا چاہیے کہ وہ پیشگوئی جسکی اکتیس ماہ کی میعاد اور جس پر ہندوؤں کی
گواہیاں ثبت کرائی گئی تھیں وہ ہمارے چچا زاد بھائی مرزا امام الدین و نظام الدین
کے اہل و عیال کی نسبت تھی۔ اور خدا تعالے نے بذریعہ اپنے الہام کے اس عاجز پر یہ
ظاہر کیا تھا کہ مرزا امام الدین و نظام الدین کے عیال میں سے اکتیسویں ماہ کے پورے

ہونے تک کوئی شخص فوت ہوجائے گا۔ چنانچہ عین اکتیسویں مہینہ کے درمیان مرزا نظام الدین کی دختر یعنی مرزا امام الدین کی بھتیجی بعمر ۲۵ سال ایک بہت چھوٹا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ اور آریوں کا شور و غوغا ذہن سرد ہو گیا۔ یہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں کہ وہ ہمیشہ سچ کی حمایت کرتا ہے۔ اور صادق کی پناہ ہوتا ہے۔ اب ہم اس جگہ الہامی پیشگوئی کی وہ عبارت لکھ دیتے ہیں جس پر قادیان کے ہندوؤں کے دستخط ہیں اور وہ یہ ہے:۔

مرزا امام الدین و نظام الدین کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے کہ اکتیس ماہ تک ان پر ایک سخت مصیبت پڑے گی یعنے ان کے اہل و عیال و اولاد میں سے کسی مرد یا کسی عورت کا انتقال ہو جائے گا۔ جس سے ان کو سخت تکلیف اور تفرقہ پہنچے گا۔ آج ہی کی تاریخ کے حساب سے جو تیئیس ساون ۱۹۴۲ مطابق ۵ راگست ۱۸۸۵ء ہے یہ واقعہ ظہور میں آئے گا۔

مرقوم ۵ راگست ۱۸۸۵ء

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
پنڈت بھارامل	پنڈت بیجناتھ	بشنداس برہمن	بشنداس کھتری
ساکن قادیان بقلم خود	بقلم خود	بقلم خود	بقلم خود

بالآخر ہم امرتسر اور لاہور کے نامی آریہ صاحبوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ ان بھلے مانسوں سے دریافت تو کریں کہ ہمارا یہ بیان سچ ہے یا نہیں؟ اور اگر سچ ہے تو پھر اسلام کی سچائی اور برکت سے انکار کرنا ہٹ دھرمی میں داخل ہے۔ یا یہ بھی وید کی ہدایت کے رو سے دہرم کی ہی بات ہے؟

والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کا تعلق حضورؑ کے چچازاد بھائیوں سے

مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری حضورؑ کی برادری کا ہی ایک فرد تھا لیکن اس کا زیادہ تر ظاہری تعلق حضورؑ کے چچازاد بھائیوں سے ہی تھا۔ حضورؑ نے مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کی لڑکی کے لئے جو نکاح کی درخواست دی تھی اس خط کو بعض مخالفوں نے اپنے اخبار میں شائع کر دیا۔ اُس خط کے متعلق حضور فرماتے ہیں "اب یہ جاننا چاہیئے کہ جس خط کو ۱۰ رمئی ۱۸۸۸ء کے نورافشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے۔ وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرگردہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ نشانِ آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرتسر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا۔ یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں بھی مندرج ہے۔ ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسولؐ سے بھی دُشمنی ہے اور والد اس دُختر کا بباعث شدّت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں کا فرمانبردار ہو رہا ہے۔ اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور ہر باب میں اس کے مدار المہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کے لئے ہو رہے ہیں تبھی تو نقارہ بجا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دیدی یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخبار دل کو اس قصہ سے بھر دیا۔

آفریں بریں عقل و دانش ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعوئے الہام میں مکار اور دروغگو

خیال کرتے تھے اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا ہے اور مفقود الخبر ہے اسکی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرا دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپورہ میں جاری ہے۔ نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچہزار روپیہ کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمامتر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تا ہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کرا دیں۔ اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا جسکو خدا تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا تھا۔ اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہدے کہ تمام سلوک اور مروّت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے

حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہو گا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی عربی زبان میں مندرجہ ذیل الفاظ میں الہام ہوا جس کی تشریح میں بعد میں کر دوں گا۔ الہامی الفاظ بہرحال حسب ذیل ہیں۔

"کذّبوا بآیاتنا وکانوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله ویردها الیک لا تبدیل لکلمات الله ان ربّک فعال لما یرید انت معی وانا معک عسٰی ان یبعثک ربّک مقاماً محمودا" "انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان پر ہنسی سے کام لیا۔ پس خدا تیری صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ان پر موت وارد کرے گا۔ اور اس لڑکی کو تیری طرف لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ان کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ یقیناً تیرا رب کرنے والا ہے جو چاہتا ہے۔ میں تیرے ساتھ ہوں اور تو میرے ساتھ ہے ایسا ہی ہو گا کہ تیرا رب تجھے قابل تعریف مقام پر اٹھائے گا۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں۔ اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہو گی۔ ایسے لوگوں نے یہی بدظنی کی تھی کہ محض لڑکی کو حاصل کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اس لڑکی کے رشتے کے لئے سلسلہ جنبانی کرو۔ اگر رشتہ نہ دیا گیا تو والد لڑکی کا یعنی مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تین سال کے اندر، بلکہ دوسرے الہام کے مطابق چھ مہینے کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ اور داماد اس کا

ڈھائی سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ مثل مشہور ہے کہ ہر چہ گیرد علتی علت شود یعنی جس بات کو کوئی برا آدمی برے رنگ میں لے لیتا ہے۔ وہ بات بری ہی دکھائی دینے لگ پڑتی ہے۔ ایسی بدظنی کرنے والوں نے یہ نہ سوچا کہ حضور کو لڑکیوں کی کیا پرواہ تھی۔ کیا حضورؑ کے مریدوں میں ایسے بے شمار لوگ نہ تھے جو حضورؑ کے ادنیٰ اشارے پر حضورؑ کے نکاح میں اپنی لڑکیاں دینے کے لئے تیار تھے پھر اس رشتے کے لئے درخواست دینے کے نتیجہ میں دو قسم کی پیشگوئیں کی گئی تھیں۔ رشتہ دینے کی صورت میں برکتوں کا وعدہ کیا گیا تھا۔ جسمانی برکتوں کا بھی اور روحانی برکتوں کا بھی اور نہ دینے کی صورت میں تباہی و بربادی کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ بھی پیشگوئی کی گئی تھی کہ لڑکی کا باپ جب تک اپنی لڑکی کا رشتہ کسی جگہ نہیں کرے گا اسوقت تک لازماً زندہ رہے گا اور لڑکی بھی لازماً زندہ رہے گی اور میں بھی لازماً زندہ رہوں گا اور دوسری جگہ رشتہ کرنے کے ساتھ ہی وہ چھ مہینے کے عرصہ میں موت کا شکار ہو جائے گا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ زندگی اور موت کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ زندگی اور موت ہر شخص کی خداتعالےٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا:

واجل مسمی عندہ ہر شخص کی مقررہ اجل خدا کے پاس ہے، اب ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ کہ لڑکی کا رشتہ کرنے تک یعنی پانچ سال تک لڑکی کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری زندہ رہا اور لڑکی بھی زندہ رہی اور حضورؑ بھی زندہ رہے اور پانچ سال کے بعد کہ وہ اپنی لڑکی کا رشتہ کسی دوسری جگہ کرتا ہے۔ اور رشتہ کرنے کے بعد چھ ماہ کے اندر وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کی ہلاکت میں کسی انسان کا ہاتھ بھی نہیں بلکہ تپ محرقہ سے اس کی ہلاکت وقوع میں آتی ہے۔ احمد بیگ ہوشیارپوری کی موت کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق

یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی بھی نہیں جو پہلے پہل اس وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے۔ بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیشگوئی کی تھی یعنے یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونے والا ہے۔ اب ہر منصف مزاج آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ پیشگوئی اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمالی تھی۔ اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا۔ اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھدار آدمی کے لئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ کی ہے کہ جبکہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جبکہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی۔ یعنے اس زمانہ میں جبکہ اس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفیاً ذرا اختراع کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

پانچ سال کے عرصہ میں جو لڑکی کے دوسری جگہ رشتہ کرنے میں لگے۔ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری نے حسب پیشگوئی ایک تو اپنے ایک لڑکے کی موت کا صدمہ دیکھا اور دوسرے اپنی دو ہمشیروں کی موت کا صدمہ دیکھا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس لڑکی نے بھی اپنے بھائی کی موت کا صدمہ دیکھا اور اپنی دو پھوپھیوں کی موت کا صدمہ دیکھا اور اس کے علاوہ خاندان کو جو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ مزید برآں تھا۔

ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں ادر کیا

مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے اور ان کا اپنا خیال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان کے دلوں میں باقی نہیں رہی اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دے۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پس خدا تعالےٰ نے انہیں کی بھلائی کے لئے انھیں کے تقاضا سے انھیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے۔ تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔ کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھ پر بدگمانی نہ کر سکتے اگر انھیں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا تعالےٰ نے پورا کر دیا تھا اور اولاد بھی عطا کی۔

حضورؑ کے چچازاد بھائیوں اور انکے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی بے دینی کی حالت کا نقشہ

پیشتر اس کے کہ میں احمد بیگ ہوشیارپوری اور اس کے داماد کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضورؑ کے چچا زاد بھائیوں کی دینی حالت کا کسی قدر نقشہ بھی پیش کر دوں۔ یہ لوگ اللہ اور رسولؐ کا نام ہنسی اور مخول سے لیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مفتریات میں سے ہے۔ اور برادری کے باقی لوگ اس قول میں ان کے ساتھ

تھے اور ان کو ایسے کلمات سے روکتے نہیں تھے۔ ایک رات میں اتفاق سے اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی میرے پاس روتے ہوئے آیا تو میں اس کے رونے سے گھبرا گیا اور میں نے کہا کہ کیا کسی رشتہ دار کی موت کی خبر تو نہیں آئی تو اس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر خبر ہے اور وہ یہ کہ میں ان لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ان میں سے ایک نے نبی کریم صلعم کو سخت گالی دی ایسی گالی کہ اس سے قبل میں نے کبھی کسی کافر کے منہ سے بھی نہیں سنی اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے قرآن کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ لیا اور نہایت ہی بےہودہ کلمات اپنے منہ پہ لاتے رہے جن کو میں نقل بھی نہیں کر سکتا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ کا وجود کوئی نہیں یہ افتراء کرنے والوں کا افتراء ہے ان کی اس قسم کی باتیں سن کر میرے آنسو جاری ہو گئے اور میں دروازہ بند کر کے خدا کے حضور سجدے میں گر گیا اور اسکی نصرت کا طالب ہوا اور میں نے کہا اے میرے رب، اے میرے رب اپنے بندے کی نصرت فرما اور اپنے دشمنوں کو ذلیل و خوار کر اے میرے رب میری دعا قبول فرما کب تک تیرے ساتھ اور تیرے رسول کے ساتھ ہنسی کی جائے گی اور کب تک تیری کتاب کی تکذیب کی جائے گی اور کب تک تیرے نبی کو گالیاں دی جائیں گی۔ یا حیّ یا قیوم اور اے میرے مددگار میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے فریاد رسی چاہتا ہوں۔ پس میرے رب نے میری نصرعات کو سنا اور فرمایا کہ میں نے ان لوگوں کی نافرمانی اور سرکشی کو دیکھ لیا ہے۔ میں مختلف قسم کی آفات کے ذریعہ ان پر اپنا قہر نازل کر دوں گا۔ میں ان کا گھر بیواؤں سے اور یتامیٰ سے بھر دوں گا۔ میں ایک ہی دفعہ ان کو تباہ نہیں کروں گا بلکہ آہستہ آہستہ ان کو تباہی کا نشانہ بناؤں گا تاکہ ان کو رجوع کرنے کا موقعہ مل سکے لوگ دیکھ لیں۔ کیا حضورؑ کے یہ الہامات پورے ہوئے ہیں یا کہ نہیں کیا سیدنا حضرت

مرزا صاحب کے اختیار میں تھا کہ اس خاندان کے تمام افراد کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیں۔ لیکن واقعہ یہی ہے کہ وہ سب کے سب ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلے گئے۔ اور تباہی و بربادی کا شکار ہو گئے۔

یہ عبارت حضورؑ کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصہ کی ہے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

اب ہر ایک منصف مزاج شخص کے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ کیا دُنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص سے اس کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا جائے تو انکار کی صورت میں اس پر عذاب الٰہی نازل ہو اور وہ اور اس کے خاندان کے افراد ہلاکت کا شکار ہو جائیں۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے لئے جو رشتہ نہ دینے کی صورت میں پیشگوئی کی گئی تھی وہ بالکل صالح نبی جس نے پیشگوئی اپنی اونٹنی کے متعلق کی تھی اس کے مشابہ ہے۔ دنیا میں یہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص نے کسی جانور کو قتل کر دیا ہو تو وہ عذاب الٰہی کا نشانہ بنا ہو۔ لیکن صالح نبی کی اونٹنی کا قاتل نہ اکیلا بلکہ اس کی ساری قوم ہلاکت کا نشانہ بن گئی۔ چنانچہ حضرت صالح نبی کے یہ الفاظ ہیں:

"اے میری قوم یہ اللہ تعالےٰ کی اونٹنی ہے۔ تمہارے لئے بطور نشان کے پس اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے۔ اور اسکو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچانا ورنہ تم عذاب کی گرفت میں آجاؤ گے۔ انہوں نے ان کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو حضرت صالح نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں صرف تین دن زندہ رہ سکتے ہو۔ یہ وعدہ جھوٹا نہیں چنانچہ اس کے بعد یہ قوم تین دن میں ہلاک ہو گئی۔ نہ لڑکی کے رشتہ کے انکار سے کوئی شخص ہلاک ہوتا ہے نہ جانور کے قتل سے لیکن یہاں دونوں ہی ہلاک ہو گئے۔ کیا یہ خدائی نشان نہیں تو اور کیا ہے؟

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا اقرار اور

اس سے منحرف ہو جانا

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی پیشگوئی کے متعلق حضرت اقدسؑ کے سخت دشمن مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے یہ کہا تھا کہ اگر تمہاری یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو میں تمہیں سچا تسلیم کر لوں گا لیکن پیشگوئی کے مطابق احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت پر اس اقرار سے منحرف ہو گیا اس پر حضورؑ نے مندرجہ ذیل تحریر شائع کی۔

"چونکہ آپ نے اپنے خط کے صفحہ دراز زمین میں اس عاجز کی تین پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوئی پر حصر کر دیا ہے جو نور افشاں دہم مئی ۱۸۸۸ء اور نیز میرے اشتہار مشتہرہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے۔ اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو میں آپ کو ملہم مان لوں گا۔ اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے عقائد و تعلیمات کو مخالف حق اور آپ کو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی۔ اس لئے اس عاجز نے پھر آپ کی حالت پر رحم کر کے آپ کو اس الہامی پیشگوئی کے ثبوت کی طرف توجہ دلانا مناسب

سمجھا۔ وہ پیشگوئی جیسا کہ آپ خود اپنے خط میں بیان کر چکے ہیں یہی تھی کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوے اور کسی سے نکاح کر دیوے تو روز نکاح سے تین برس کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی بلکہ یہ بنیاد تھی کہ یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ' اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتا تھا اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا اور نشان کے طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے اور صوم اور صلوٰۃ اور عقاید اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا جس کا ان تمام بے دین قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا۔ خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے کہ موت اور حیات انسان کے اختیار میں نہیں اور ایسی پیشگوئی جس میں ایک شخص کی موت کو اس کی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کر دیا گیا اور موت کی حد مقرر کر دی گئی انسان کا کام نہیں ہے۔ چونکہ یہ الہامی پیشگوئی صاف بیان کر رہی تھی کہ مرزا احمد بیگ کی موت اور حیات اس کی لڑکی کے نکاح سے وابستہ ہے۔ اس لئے پانچ برس تک یعنے جب تک اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح نہ کیا گیا مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور پھر ۷ اپریل ۱۸۹۲ء میں احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا۔ اور بموجب پیشگوئی کے تین برس کے اندر یعنے نکاح کے چھٹے مہینہ میں جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء ہوئی فوت ہو گیا۔ اور اس اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا

کہ اگرچہ روزِ نکاح سے موت کی تاریخ تین برس تک بتلائی گئی ہے مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا کہ کچھ بہت عرصہ نہیں گزرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نکاح اور موت میں صرف چھ مہینہ بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہا۔ یعنے جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ۷ اپریل ۱۸۹۲ء میں نکاح ہوا اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو مرزا احمد بیگ اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا۔ اب ذرا خدا تعالےٰ سے ڈر کر کہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی یا نہیں اور اگر آپ کے دل کو یہ دھوکا ہو کہ کیونکہ یقین ہو کہ یہ الہامی پیشگوئی ہے۔ کیوں جائز نہیں کہ دوسرے وسائل نجوم و رمل و جعفر وغیرہ سے ہو تو اس کا یہ جواب ہے کہ منجموں کی اس طور کی پیشگوئی نہیں ہوا کرتی جس میں اپنے مانی فائدہ کے لحاظ سے اس طور کی شرطیں ہوں کہ اگر فلاں شخص ہمیں بیٹی دے تو زندہ رہے گا ورنہ نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ جلد مر جائے گا۔

اگر دنیا میں کسی منجم یا رمال کی اس قسم کی پیشگوئی ظہور میں آئی ہے تو وہ اس کے ثبوت کے ساتھ پیش کریں۔ علاوہ اس کے اس پیشگوئی کے ساتھ اشتہار میں ایک دعوےٰ پیش کیا گیا ہے یعنے یہ کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔

اب آپ اگر کچھ بھی اللہ جل شانہٗ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کے لئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز من جانب اللہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوےٰ کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دے کر فرماتا ہے

وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم ۔ اور فرماتا ہے :۔
ولا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول ۔ رسول کا
لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں پس اس پیشگوئی کے
الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ
ہونے کے دعوے کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی اور خداتعالیٰ نے اس کو
سچی کر کے دکھلا دیا۔ کیا آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل
مفتری ہو اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور
مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص
مجھے اپنی بیٹی نہیں دے گا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دے گا تو نکاح کے
بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائے گا اور پھر ایسا ہی
واقع ہو جائے تو براہ خدا اس کی نظیر پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد
اس انکار و تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤ گے۔ خداتعالیٰ صاف فرماتا ہے
کہ ان اللہ لا یہدی من ھو مسرف کذاب سوچ کر دیکھو کہ اس
کے یہی معنی ہیں۔ جو شخص اپنے دعوے میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری
نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس
دن کوئی حیلہ پیش نہیں جائے گی اور اگر کوئی نجومی یا رمال یا جفری اس عاجز کی طرح
دعوے کر کے کوئی پیشگوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخبار وں
میں درج کرا دو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور ایسا نجومی ہلاک ہو
جائے گا۔ خداتعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف
سے بناتا تو اس کی رگ جان قطع کی جاتی پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان
قطع کی جانے کے اللہ جل شانہ، اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر مفتری دجال

مداب ہے۔ دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دے کر تائید دعوے میں پیشگوئی پوری کرے کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے اور آپ کی کوشش کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کے تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی اور لوگوں کے روکنے کے ۳۲۷ احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق پر دوڑے آویں۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں میں اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کر دوں گا اور مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیشگوئی کی آزمائش کے لیئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کروں مناسب ہے۔ کہ آپ بھی اپنے اشاعت السنہ میں میرے اس خط کو شائع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ اب آپ کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے خود منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے؛

مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری اور اس کے داماد

سلطان محمد کے متعلق پیشگوئی کی تفصیل

حضرت کے مخالف رشتہ داروں میں ایک عورت تھی جو خاندان میں بڑا اثر و رسوخ رکھتی تھی اور اسے مدار المہام کی حیثیت خاندان میں دی جاتی تھی۔ یہ مرزا احمد بیگ

ہوشیار پوری کی خوشدامن تھی یعنی اس کی لڑکی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ اس عورت کو خدا تعالے نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد کی پیشگوئی کے متعلق تفصیل بتانے کے لئے انتخاب کیا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

"تیری نشانوں میں سے کسی قدر اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بھی درج ہے اور جنوری ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور ایک اور الہام عربی مرزا احمد بیگ کی نسبت ہوا تھا جس کو ایک مجمع میں جس میں بابو الہٰی بخش صاحب اکونٹنٹ دہلوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی موجود تھے سنایا گیا تھا جس کی عبارت یہ ہے: رئیت ھٰذہ المرأۃ واثر البکاء علی وجھہا فقلت ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک والمصیبۃ نازلۃ علیک یموت ویبقی منہ کلاب متعددۃ" منہ

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد کے متعلق پیشگوئی کے متعلق سب سے پہلی الہامی عبارت یہی ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے حضورؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور رونے کے آثار اس کے چہرے پر تھے۔ میں نے کہا کہ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری لڑکی یعنی احمد بیگ ہوشیار پوری کی بیوی پر آنے والی ہے۔ یعنی تیرا داماد احمد بیگ ہوشیار پوری موت کا شکار ہوگا اور تیری لڑکی کی لڑکی یعنی تیری نواسی محمدی بیگم کا خاوند بھی موت کا شکار ہوگا اور اس کے نتیجہ میں مصیبت تیرے پر نازل ہونے والی ہے۔ ایک مرے گا اور اس ایک کی موت کے نتیجہ میں بہت سے کتے رہ جائیں گے (جو شور مچاتے رہیں گے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) یہ سب سے پہلا الہام ہے۔ جو دونوں کی پیشگوئیوں کے متعلق حضورؑ کو ہوا اور جس کو حضورؑ نے شائع کر دیا اس الہام کے الفاظ بتلا رہے ہیں۔ کہ کوئی ایسی مصیبت اس خاندان پر آنے والی ہے جو ان کو رُلا دے گی دوسری

بات جو اس الہام کے الفاظ میں بتلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دو دفعہ توبہ کرنے
کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور توبہ بھی ایک خاص بلا سے محفوظ رہنے کے لئے
توبہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور وہ خاص مصیبت احمد بیگ ہوشیارپوری اور
اس کے داماد کی موت کے متعلق وقوع میں آئے گی اور یہ ایسی مصیبت ہوگی جو
خاندان کے گھر میں ماتم برپا کر دے گی اور جس الہام کو یہ قابل ہنسی سمجھ رہے تھے
اور اسی بنا پر انکی تکذیب کر رہے تھے اسکی طرف ان کو متوجہ کر دے گی۔ اور ان
کو یقین دلا دے گی کہ الہام قابل ہنسی نہیں تھا بلکہ حقیقت پر مبنی تھا اس لئے اس
کے انجام سے ہمیں ڈر جانا چاہیئے۔ اور تکذیب اور ہنسی سے باز آ جانا چاہیئے
اور توبہ کو کام میں لانا چاہیئے۔ مصیبت جیسا کہ الہام کے لفظ میں ظاہر کی گئی
ہے۔ وہ احمد بیگ ہوشیارپوری اور اس کے داماد کی موت کے متعلق تھی۔ گویا
الہام کے لفظ عقب میں دو شخصوں کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ عربی زبان کا
قاعدہ یہ ہے کہ اگر دو شخصوں کا ذکر کیا جائے تو ان کے متعلق ہر عربی دان
جانتا ہے کہ جو فعل استعمال ہو سکتا ہے وہ تثنیہ کے صیغہ میں استعمال ہوتا
ہے۔ اب جبکہ عقب کے لفظ میں دو شخصوں کی موت کا ذکر پایا جاتا ہے۔
تو فعل عربی زبان کے قاعدے کے لحاظ سے تثنیہ یعنی یموتان آنا چاہیئے
تھا نہ کہ مفرد یعنی یموت لیکن الہام میں تثنیہ یعنی یموتان کی بجائے یموت مفرد
کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ واقعہ میں دو نہیں مریں گے بلکہ مرے
گا ایک ہی اور اس ایک کے مرنے کی وجہ سے بعض لوگ شور مچاتے رہیں گے
کہ دوسرا کیوں نہیں مرا لیکن الہام تو صریح لفظوں میں بتلا رہا تھا کہ ایک ہی مرے
گا۔ دوسرا موت سے بچ جائے گا۔ کیوں بچ جائے گا کیونکہ دوسرا خود بھی اور اس
کے اقارب بھی تکذیب اور استہزاء سے باز آ جائیں گے اور توبہ کر لیں گے

جس کا نتیجہ اس کو موت سے بچانا ہو گا اور ان کی توبہ اس کو موت سے بچا جائے گی جیسا کہ خود داماد بھی اور اسکے دوسرے اقارب بھی دوسرے اہم امر تکذیب و کذب کا بانا و کاذب بھی مستہزء میں ہی مبتلا پایا گیا تھا اور تکذیب اور استہزاء سے توبہ کی جائے گی تو دوسرا شخص جسکی موت کی پیشگوئی ہے وہ موت سے بچ جائے گا چنانچہ وہ موت سے بچ گیا۔ اگر توبہ کرنے کے باوجود بھی وہ موت کا شکار ہو جاتا تو پیشگوئی سچی نکلنے کی بجائے جھوٹی ثابت ہوتی۔ اس کا موت سے بچنا ہی پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہا ہے۔ پس سلطان محمد کا موت سے بچ جانا پیشگوئی کو جھوٹا ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہا ہے۔ اسکی توبہ تو حضرت اقدسؑ کی موت کے بعد بھی قائم رہی اور اس کے اپنے مرنے تک بھی قائم رہی جیسا کہ اس کے ایک خط اور اس کے ایک انٹرویو سے ظاہر ہوتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے کئی سال بعد ایک شخص نے مرزا سلطان محمد شوہر محمدی بیگم کو ایک خط لکھا کہ آپ کا مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق جنہوں نے آپ کی موت کی پیشگوئی کی تھی کیا خیال ہے۔ جواب میں مرزا سلطان محمد صاحب نے لکھا:

برادرم سلمہٗ نوازشنامہ آپ کا پہنچا۔ یاد آوری کا مشکور ہوں۔ میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک بزرگ اسلام کا خدمت گذار شریف النفس خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں۔ مجھے ان کے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے بلکہ افسوس کرتا ہوں کہ چند ایک امورات کی وجہ سے ان کی زندگی میں ان کا شرف حاصل نہ کر سکا۔

نیازمند محمد سلطان ازانبالہ رسالہ ۹

حضرت مسیح موعودؑ نے مخالف علماء کو بار بار لکھا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مرزا

سلطان محمد نے تکذیب اور استہزار سے توبہ نہیں کی تو اس سے مخالفت کا اشتہار شائع کروا دیں۔ اس کے بعد اسکی موت کا جو وقت خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر وہ اس سے بچ جائے تو میں جھوٹا ہوں لیکن مخالف علماء انتہائی کوشش کے باوجود اس سے وہ ایسا اشتہار شائع نہ کروا سکے اس کے اس مندرجہ بالا خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بھی اس کے دل سے حضرت اقدسؑ کی عظمت نہیں نکلی حالانکہ اب تو اس کو کسی قسم کا خطرہ نہیں تھا کہ وہ حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق مر جائے گا۔ اور اسکی بیوی حضورؑ کے نکاح میں چلی جائے گی یہ خط کھلی دلیل ہے اس بات کی کہ اس کا دل حضورؑ کی پیشگوئی سے سخت خوفزدہ تھا اور اس کے خسر احمد بیگ کی موت نے اس کو یقین دلا دیا تھا کہ پیشگوئی فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھی۔ نہ کہ حضرت مرزا صاحب کی بناوٹ کا اس میں دخل تھا اس کے بعد ایک شخص حافظ جمال احمد نے ان کے مکان پیران کی ملاقات کی اور اس سے اس پیشگوئی کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اس نے ان کو مندرجہ ذیل جواب دیا۔

"میرے خسر جناب مرزا احمد بیگ صاحب واقع میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے۔ مگر خدا تعالیٰ غفور رحیم بھی ہے اپنے دوسرے بندوں کی بھی سنتا اور رحم کرتا ہے۔ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ نکاح کی پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے بھی شک و شبہ کا باعث نہیں ہوئی۔ باقی رہی بیعت کی بات سو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحب پر ہے میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کر چکے ہیں اتنا نہیں ہوگا۔ باقی میرے دل کی حالت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے وقت آریوں نے لیکھرام

کی وجہ سے اور عیسائیوں نے آتھم کی وجہ سے مجھے لاکھ لاکھ روپیہ
دینا چاہا تا میں کسی طرح مرزا صاحب پر نالش کردوں۔ اگر وہ روپیہ
میں لیتا تو امیر کبیر بن سکتا تھا۔ مگر وہی ایمان اور اعتقاد تھا
جس نے مجھے اس فعل سے روکا۔"

الفضل ۹/۱۴ جون ۲۱ ۱۹ء

اس انٹرویو کی تکذیب نہ سلطان محمد نے خود کی اور نہ ہی کسی مخالف عالم کو جرأت ہوئی۔ کہ سلطان محمد سے اس کی تکذیب کروائے۔ پس جس شخص کے دل میں سیّدنا حضرت مرزا صاحب کی اس قدر عظمت ہو وہ کس طرح عذابی موت کی پیشگوئی کا شکار ہو سکتا تھا۔ قرآن کریم تو ہمیں یہ بتلا رہا ہے کہ معمولی معمولی رجوع کی بناء پر پیشگوئیاں ٹلتی رہی ہیں تو مرزا سلطان محمد کا رجوع کوئی معمولی رجوع نہیں۔ بلکہ حضرت یونس کی قوم کی طرح مخلصانہ رجوع تھا سو اس کا موت سے بچنا لازمی امر تھا۔

اسی لئے الہام میں یوں کہا گیا تھا نہ کہ یوں تا آن اور بتلا یا گیا کہ صرف احمد بیگ ہی مرے گا سلطان محمد نہیں مرے گا۔ اور وہ زندہ رہ کر پیشگوئی کی سچائی پر مہر تصدیق ثابت کر دے گا اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔

آیات کی تکذیب کرنے والوں کی مشابہت کتوں سے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

" اتل علیہم نبا الذی اتینہ ایتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین ولو شئنا لرفعنہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہوٰہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایتنا فاقصص القصص لعلہم یتفکرون ساء مثلا القوم الذین کذبوا بایتنا وانفسہم کانوا یظلمون من یہد اللہ فہو المہتدی ومن یضلل فاولئک ہم الخسرون ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغفلون ۔"

ان لوگوں کو اس شخص کی خبر پڑھ کر سناؤ جس کو ہم نے اپنی آیات دیں پھر وہ ان آیات کو چھوڑ کر ان سے الگ ہوگیا. پس شیطان اس کے پیچھے لگ گیا

اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو ان نشانوں کے ذریعہ سے اس کا مقام بلند کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا اور اپنی گری ہوئی خواہش کی پیروی میں لگ گیا۔ پس ایسے شخص کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے۔ اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال دے گا یا اس کو اگر بغیر حملے کے چھوڑ دے تب بھی زبان نکالے رکھے گا۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں۔ سو ایسے لوگوں کی حالت کو بیان کر دو تا کہ لوگ غور اور فکر سے کام لیں ان لوگوں کی یہ مثال بری مثال ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ جن کو خدا ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ اور جن کو ان کے اعمال کی وجہ سے گمراہ کرتا ہے وہی نقصان اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ ہم نے جہنم کو بہت سے جن اور انس کے لئے بنایا ہے یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے دلوں کے ذریعہ حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور آنکھوں کے ذریعہ حقیقت کو دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے اور کانوں کے ذریعہ حقیقت کو سننے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایسے تمام لوگ چارپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ایسے لوگ سچائی سے بے خبر رہنے والے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کی اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جو لوگ آیات اللہ کو ہنسی میں اڑاتے ہوئے ان کی تکذیب کرتے ہیں وہ روحانیت سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کو کتوں سے مشابہت دی ہے۔ اب حضرت اقدسؑ کے الہام میں دیکھ لو کہ وضاحت سے دو آدمیوں کی موت کی پیشگوئی فرمائی ہے لیکن توبہ کی شرط سے ان پیشگوئیوں کو مشروط کیا ہے۔ لیکن ان میں سے ایک شخص نے توبہ کی شرط کو پورا نہ کیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ الہام میں خدا تعالےٰ نے

یہ صاف بتلا دیا کہ گو پیشگوئی دو کی موت کی ہے لیکن واقعہ میں ایک ہی مرے گا اور دُوسرا توبہ کی شرط کو پورا کر کے موت سے بچ جائے گا۔ اور دُوسرے کے بچ جانے کی وجہ سے لوگ اعتراض کرتے رہیں گے کہ دوسرا کیوں نہیں مرا اس لئے پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حالانکہ الہام میں تو یہی بتلا یا گیا تھا کہ ایک ہی مرے گا دوسرا نہیں مرے گا۔ اعتراض کرنے والوں کو الہام میں کتّوں سے مشابہت دی گئی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو زمین کی طرف جھکنے والے گری ہوئی خواہشوں کی پیروی کرنے والے بتلایا ہے۔

پس الہام میں ایک کے بچ جانے کی پیشگوئی ہی کی گئی تھی اور اس پر اعتراض کرنے والوں کی قلبی کیفیّت کا نقشہ بھی کھینچ دیا گیا ہے۔ سو عقلمند اور دین دار انسانوں کی عقلمندی اور دین داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ غور سے کام لے کر الہام کی سچائی پر ایمان لاتے اور اس کے دونوں پہلوؤں کو پورا ہوتے دیکھ کر یقین کر لیتے کہ ملہم درحقیقت خدا کا سچا مامور ہے۔ اس کی مخالفت کرنا یا اس کے ساتھ دشمنی رکھنا دوسرے لفظوں میں خدا سے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔

دُوسرا الہام اور اُس کا شاندار طریقے سے پُورا ہونا

پہلے الہام کے بعد جو دوسرا الہام حضورؑ کو ہوا ہے اس میں توبہ کی شرط جو پہلے الہام میں بتلائی گئی تھی اس کی دُوسرے الہام میں یہ حقیقت واضح کی ہے کہ توبہ کی شرط کو کون سی بات پورا کرے گی فرمایا کہ انہوں نے

ہماری آیات کو جھٹلایا ہے جس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ تکذیب اور استہزار کو چھوڑ دینا ہی توبہ کے مفہوم کو پورا کر دے گا اور اگر تکذیب اور استہزاء کو چھوڑ دیں گے تو موت کا جو عذاب آنے والا ہے وہ ٹل جائے گا اسی لئے تکذیب اور استہزاء کے بعد فرمایا۔

"فسیکفیکھم اللہ ردھا الیک"

الہام کے ان الفاظ میں ایک لفظ فا ہے جس کو عربی زبان میں فا سببیہ کہتے ہیں جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس کے قبل کا لفظ سبب ہوتا ہے اور اس کے بعد کا لفظ مسبّب ہوتا ہے۔ پس الہام میں یہاں قبل کا لفظ تکذیب اور استہزاء ہے اور بعد کا لفظ تکذیب اور استہزاء کے نتیجہ میں تکذیب کرنے والے اور استہزاء کرنے والے پر موت کا وارد ہونا ہے۔ جس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوں گے کہ اگر تکذیب اور استہزاء کو چھوڑ دیا جائے تو توبہ کی شرط پوری ہو جائے گی اور موت وارد ہونے سے ٹل جائے گی۔ اور یہی پہلے الہام کا منشاء تھا جس کی وضاحت اس دوسرے الہام میں کر دی گئی ہے۔ اب یہ واقعہ ہے کہ توبہ کی شرط کو دوسرے فریق نے پورا کر دیا۔ یعنی تکذیب اور استہزاء کو چھوڑ دیا اور مرتے دم تک تکذیب اور استہزاء کو چھوڑے رکھا جیسا کہ اس کے خط اور انٹرویو سے واضح ہے۔

اس کے بعد جو فقرہ ہے وہ یہ ہے کہ:۔

اس لڑکی کو تیری طرف واپس لوٹائے گا۔ اس میں جو "و" کا لفظ ہے وہ "و" عاطفہ کہلاتی ہے۔ یعنی تکذیب اور استہزاء نہ چھوڑنے کے نتیجہ

میں سلطان محمد پر موت آ جائے گی۔ اگر وہ تکذیب اور استہزا کو چھوڑ دے گا تو نہ اس پر موت آئے گی اور نہ اس کی بیوی حضورؐ کے نکاح میں آئے گی۔ پس اس کا حضورؐ کے نکاح میں آنا موقوف ہے۔ سلطان محمد کی موت پر اور سلطان محمد کی موت موقوف ہے تکذیب اور استہزا کو نہ چھوڑنے پر پس جب اس نے تکذیب اور استہزا کو چھوڑ دیا تو نہ موت اس پر آسکتی تھی اور نہ اس کی بیوی حضورؐ کے نکاح میں آسکتی تھی۔

• پس الہامی پیشگوئی تو یہ بتلا رہی ہے کہ نہ سلطان محمد مرے گا اور نہ اس کی بیوی بیوہ ہو کر حضورؐ کے نکاح میں آئے گی۔ پس پیشگوئی تو دونوں الہاموں کی رُو سے شاندار طریقے سے پوری ہو گئی ہے۔ اب انکار کرنا تو محض ہٹ دھرمی ہے۔ اس کے بعد الہامی الفاظ یہ ہیں۔

لاتبدیل لکلمات اللّٰہ

یعنی خدا کے ان کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ کونسے کلمات کہ تکذیب اور استہزا کے چھوڑنے کے نتیجہ میں سلطان محمد موت سے بچ جائے گا اور اس کی بیوی بیوہ نہیں ہو گی اور نہ حضورؐ کے نکاح میں آئے گی۔ یہ کلمات الٰہی قطعاً نہیں بدل سکیں گے۔ اپنے حال پر قائم رہیں گے۔ یقیناً تیرا رب جس امر کے کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے اس کو کر کے چھوڑتا ہے۔ یعنی جیسا کہ اس نے پہلے الہام میں کہا تھا کہ گو موت کی پیشگوئی دو شخصوں کے متعلق ہے۔ لیکن مرے گا ایک ہی اور دوسرا توبہ کی شرط کو پورا کر کے موت سے بچ جائے گا۔ اور اس پر اعتراض کرنے والے کتوں کی طرح دُم دبا

حرص و ہوس میں مبتلا ہو گئے۔ اور بے جا طور پر اعتراض کرتے رہیں گے۔ پھر الہام میں فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ اعتراض کرنے والے میری معیت جو تیرے ساتھ ہے ہٹا نہیں سکیں گے۔ وہ قائم رہے گی بلکہ یہی ہو گا کہ تیرا رب تجھے قابلِ تعریف مقام پر کھڑا کرے گا۔
چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ باوجود اعتراضوں کے اور پیشگوئی پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑانے کے دن بدن حضورؑ کی تعریف دلوں میں بڑھتی ہی چلی گئی اور حضورؑ کی بیعت میں داخل ہونے والوں کی تعداد دن بدن زیادہ ہی ہوتی چلی گئی۔ اس اضافہ نے سمجھدار لوگوں پر واضح کر دیا کہ حضورؑ واقعہ میں سچے مامور تھے اور خدا تعالےٰ کے ہاں قابلِ تعریف مقام پر کھڑے تھے اور یہ تعریف لوگوں کے دلوں میں بھی گھر کرتی چلی گئی۔
میں انصاف پسند لوگوں کی توجہ کو اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ خدارا اس پیشگوئی پر انصاف کی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا یہ پیشگوئی اعتراض کا نشانہ بن سکتی ہے۔ یا یہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقینی دلیل کا کام دے سکتی ہے۔ اب انصاف آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

والسلام

محکم اور متشابہ پیشگوئیوں کی حقیقت

قرآن کریم نے محکم اور متشابہ آیات کی حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے۔

ھوالذی انزل علیک الکتٰب منہ اٰیٰت محکمٰت ھن
ام الکتٰب واخر متشٰبھٰت فاما الذین فی قلوبھم زیغ
فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ
وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون
آمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من
لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ربنا انک جامع
الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد
ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم
من اللہ شیئا واولئک ھم وقود النار کداب آل
فرعون والذین من قبلھم کذبوا بایتنا فاخذھم
اللہ بذنوبھم واللہ شدید العقاب قل للذین کفروا
ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد قد کان
لکم آیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ

واخرى كافرة يرونهم مثليهم رأي العين والله يؤيد بنصره من يشاء ان في ذلك لعبرة لاولي الابصار ۞

وہی خدا ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری ہے اس کتاب کی بعض آیات کتاب کی جڑھ ہیں اور دوسری آیات متشابہات ہیں. پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں فتنہ چاہنے کے لئے یعنی تا لوگ فتنے میں مبتلا ہو جائیں اور دوسری غرض ان کی یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس کی تاویل کے پیچھے پڑے رہیں جو ملہم نے کی ہوتی ہے. حالانکہ اس آیت کی حقیقی تاویل خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہوتا. خود ملہم کو بھی اس تاویل کا علم نہیں ہوتا وہ اپنے اجتہاد سے ایسے متشابہ الہام کی کوئی تاویل کرتا ہے جو خدا تعالے کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی. اگر وہ تاویل واقعہ میں پوری نہ ہو تو الہام الہٰی کے الفاظ جھوٹے نہیں ہو سکتے الہام الہٰی کے الفاظ کے وہ معنی جو خدا تعالے نے اپنے مدنظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں پورے ہو جاتے ہیں. گویا الہام تو پورا ہو جاتا ہے مگر ملہم کی اجتہادی تاویل پوری نہیں ہوتی. پس وہ لوگ جو حق کے متلاشی نہیں ہوتے وہ الہام کے الفاظ کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ملہم کے بتلائے ہوئے معنے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں. اس امر کی مثالیں میں بعد میں پیش کر کے بتلاؤں گا کہ کس طرح ملہم کی تاویل خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی یعنی مامور من اللہ ہو. بعض علماء لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ملہم کی تاویل کو پیشگوئی قرار دے کر کہتے ہیں کہ دیکھو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ پیشگوئی تو ان الفاظ کا نام ہوتا ہے جو خدا تعالے کی طرف سے کسی ملہم پر بذریعہ وحی نازل

ہوتے ہیں نہ کہ ملہم کے بتلائے ہوئے معنے پیشگوئی ہوتے ہیں۔ جس معنے کے لحاظ
سے ملہم نے الہامی الفاظ کے معنے کیے ہیں ضروری نہیں کہ خدا کے مدنظر بھی وہی معنے
ہوں۔ اس لفظ کے اگر زبان کے لحاظ سے اور معنے ہو سکتے ہیں تو ممکن ہے کہ خدا نے وہ
دوسرے معنے مدنظر رکھے ہوں۔ اگر ان معنوں کے لحاظ سے الہامی الفاظ پورے ہو کر سچے
ثابت ہو جاتے ہیں تو پیشگوئی کو جھوٹا نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ سچا قرار دیا جائے گا
ایسے معترضین کے مقابلہ میں جو لوگ علم میں پختہ ہوتے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم
اس پیشگوئی کے سچا ہونے پر ایمان لے آئے یہ سب کچھ ہمارے رب کیطرف
سے ہی تھا اور عقل سے کام لینے والے اس حقیقت کو سمجھ کر نصیحت پکڑتے ہیں
اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب بعد اسکے تو نے ہمیں ہدایت
دی ہمارے دلوں کو ٹیڑھا مت کیجیو اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا
فرمائیو۔ اے ہمارے رب تو لوگوں کو اکٹھا کرنے والا ہے اُس دن کے لئے
جس میں کوئی شک نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں
کرتا۔ یقیناً وہ لوگ جو محض ملہم کی معنوں کی بنا پر پیشگوئی یا خدا کے الہام کو غلط
قرار دیتے ہیں نہ ان کے مال ان کے کام آئیں گے اور نہ ان کے جتھے اللہ کے
مقابلہ میں کام آئیں گے۔ ایسے لوگ دوزخ کا ایندھن ہوں گے آل فرعون کیطرح
اور ان لوگوں کی طرح جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ جنہوں نے ہماری آیات کو
جھٹلایا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ان گناہوں کی وجہ سے ان پر گرفت کی اور
[illegible] گرفت سخت ہوتی ہے۔ پس [illegible] کو کہدے کہ تم ملہم کے مقابلہ
[illegible] اور جہنم کی طرف لے جائے جاؤ گے [illegible] برا ٹھکانہ ہے۔

اُن دونوں گروہوں میں سے جو آپس میں مٹ بھیڑ ہو تے ہیں. ایک نشان ہے
ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا ہوتا ہے اور دوسرا انکار پر اصرار کر رہا ہوتا ہے
وہ ان کو اپنے سے دوگنا دیکھتے ہیں یعنی ان کی آنکھ ایسا ہی دکھاتی ہے اور اللہ
تعالےٰ جس کی نصرت چاہتا ہے اس کی تائید فرماتا ہے. اس میں آنکھیں
رکھنے والوں کے لئے عبرت کا مقام ہے. یہاں سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ اور
مخالف علماء کے درمیان روحانی جنگ تھی جس میں سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ ہمیشہ
کامیاب رہے اور مخالف علماء ہمیشہ مغلوب رہے. غلبہ ہمیشہ سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ
کو ہی حاصل ہوتا رہا. ہر پیشگوئی حضورؑ کی پوری ہوتی رہی.

خدا تعالیٰ کے نبیوں کی تاویلوں میں غلطیوں کا ثبوت

حضرت نوحؑ عظیم الشان انبیاء میں سے تھے. خدا تعالےٰ نے ان پر یہ پیشگوئی
اپنے الہامی الفاظ کے ذریعہ نازل کی کہ تیری قوم کو طوفان سے ہلاک کر دوں گا. لیکن
تیرے اہل کو بچا لوں گا. جب طوفان آیا اور لوگ اس طوفان میں ڈوبنے لگے تو
حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا ان کافروں کے ساتھ ہو گیا جو ڈوب رہے تھے. حضرت
نوحؑ نے اپنے بیٹے کو آواز دی کہ بیٹا میرے ساتھ کشتی میں آجاؤ ورنہ غرق ہو جاؤ
گے. بیٹے نے جواب میں کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا. طوفان میرا کچھ نہیں بگاڑ
سکے گا. لیکن ایک ایسی زبردست لہر آئی جو اس کو بہا کر لے گئی. پس حضرت نوحؑ
کا بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا. قرآن کریم میں ہے کہ انہوں نے خدا
تعالےٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میرا بیٹا تو میرے اہل سے تھا لیکن وہ تو

میری آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا۔ تیرا وعدہ بھی سچا ہے اور میرا بیٹا بھی یقیناً میرے اہل سے تھا۔

خدا تعالےٰ نے جواب میں کہا کہ اے نوحؑ تیرا بیٹا تیرے اہل سے نہیں تھا اس لئے کہ وہ مجسم بدکاری تھا۔ تیرے اہل سے تو وہی ہو سکتا تھا جو تجھ پر ایمان لایا ہوا ہوتا اور نیکی اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتا وہ بدکار ہونے کی وجہ سے تیرا بیٹا نہیں کہلا سکتا۔ اب خدا تعالےٰ کے اس جواب سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ نے جب حضرت نوحؑ سے اس کے اہل کو بچانے کا وعدہ کیا تھا تو اہل سے مراد روحانی رشتہ مدنظر رکھا تھا نہ کہ جسمانی لیکن جو مراد خدا تعالےٰ نے اپنے ذہن میں رکھی ہوئی تھی اس سے حضرت نوحؑ کو مطلع نہیں کیا جس سے حضرت نوحؑ کو پریشانی لاحق ہوئی اور انہوں نے لڑکے کے غرق ہونے کو پیشگوئی کے خلاف سمجھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے خدا تعالےٰ سے اس پیشگوئی کی حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی۔ خدا کے جواب سے ان کو پتہ لگا کہ اہل کے لفظ سے جو معنے انہوں نے سمجھے ہوئے تھے وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک نہیں تھے۔ خدا تعالےٰ نے کوئی اور معنے ذہن میں رکھے ہوئے تھے۔ پس خدا تعالےٰ نے اپنے ذہن میں رکھے ہوئے معنے کے لحاظ سے پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ لیکن ان کے سمجھے ہوئے معنے کے لحاظ سے پیشگوئی کو پورا نہیں کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ایک نبی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نبی بھی پیشگوئی کے الفاظ کے صحیح معنے نہیں سمجھ سکتا اور غلط معنی کر بیٹھتا ہے۔ جس سے پیشگوئی پر حرف آتا ہے اور نیز اور خود اس [illegible] لاحق ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت نوحؑ کو ہوئی۔ پس جب

ایک عظیم الشان نبی بھی خدا کے الفاظ کے معنے سمجھنے میں غلطی کر سکتا ہے تو دوسرے ملہمین اس سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔

پس وہ لوگ جو سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کی بعض پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں حضرت نوحؑ کے مندرجہ بالا واقعہ کو مدنظر رکھیں مجھے یاد ہے فیروزپور میں جبکہ بھارت اور پاکستان الگ نہیں ہوئے تھے میرا ایک مناظرہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ساتھ ہوا تھا اس مناظرہ میں دیوبند کے بہت سے علماء شامل تھے لیکن مناظر مولانا شبیر احمد عثمانی تھے وہ اسی پیشگوئی یعنی احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی پیشگوئی پر اعتراض کرنے لگے تو میں نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ مولانا اعتراض کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لیں وہ کہنے لگے کیا میں نے کہا کہ میری بات یہ ہے کہ آپ یہ بتلائیں کہ پیشگوئی ان الفاظ کا نام ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم پر بذریعہ وحی نازل ہوتے ہیں یا ملہم کے بیان کردہ معنے کو پیشگوئی کہا جاتا ہے اگر ملہم کے بیان کردہ معنے کے علاوہ الہام کے الفاظ کے اور معنے بھی ہو سکتے ہوں اور ملہم کا الہام اس معنے کے لحاظ سے پورا ہو جائے تو کیا پیشگوئی کو غلط کہا جائیگا یا سچا کہا جائیگا۔ اس پر مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس پیشگوئی پر اعتراض بند کر دیا۔ یہ دلیل ہے کہ وہ حقیقی عالم تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ اس پیشگوئی پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور وہ خاموش ہو گئے۔ اسی طرح ایک دفعہ [illegible] مالیرکوٹلہ میں میرا ایک مناظرہ مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے ہوا یہ مناظرہ مالیرکوٹلہ کے رؤساء نے کرایا تھا تو اس پیشگوئی کے متعلق جب میں نے یہ کہا کہ پیشگوئی کے پہلے الہام میں ہی دو شخصوں کی موت کا ذکر کر کے فرمایا کہ مرے گا ایک ہی [illegible] مریں گے اور اس ایک کے مرنے کی وجہ سے بعض لوگ جن کو خدا نے کتوں سے [illegible]

کہتے رہیں گے کہ پیشگوئی کا دوسرا حصہ پورا نہیں ہوا حالانکہ توبہ کی شرط کو پورا کرنیکی وجہ سے دوسرا شخص موت سے بچ گیا جس کا بچنا توبہ کرنیکی وجہ سے ضروری تھا گویا اُس نے بچ کر پیشگوئی کے دوسرے حصہ کو پورا کر دیا۔ پس پیشگوئی تو سچی نکلی لیکن ضدی علماء نے اس کو جھوٹا کہنا شروع کیا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری اس پیشگوئی پر بڑا مخول اڑایا کرتے تھے اور کئی گھنٹے تقریر کیا کرتے تھے لیکن جب میں نے مناظرہ میں موت کے لفظ سے استدلال کر کے بتلایا کہ پیشگوئی میں وضاحت سے ظاہر کر دیا گیا تھا کہ مرے گا ایک ہی دوسرا بچ رہے گا۔ تو مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری بالکل خاموش ہو گئے جس کا اثر پبلک پر بہت گہرا پڑا اور بہت سے لوگوں نے محسوس کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو آج شکست فاش ہوئی ہے اور مناظرہ میں شریک ہونے والوں میں سے بعض لوگ احمدیت میں داخل بھی ہو گئے۔

دوسری مثال:۔ اب اس پہلی مثال میں تو اللہ تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کو لفظ اہل کے وہ معنے نہیں بتلائے جو خدا تعالےٰ نے الہام کرتے وقت مدنظر رکھے ہوئے تھے لیکن دوسری مثال جو حضرت یونسؑ کی میں پیش کر رہا ہوں اس میں خدا تعالےٰ نے حضرت یونسؑ کو یہ تو الہام میں بتلایا کہ تیری قوم ہلاک کر دی جائے گی لیکن یہ نہیں بتلایا کہ توبہ کرنے سے ہلاکت سے بچ جائے گی۔ حضرت یونسؑ بھی سمجھتے رہے کہ قوم حتمی طریق مقررہ دنوں میں ضرور ہلاک ہو جائے گی چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ ہلاکت کے کوئی سامان نہیں ہیں تو وہ ملک سے بھاگ گئے لیکن قوم نے خدا کے حضور توبہ کی اور عذاب ٹل گیا۔ پس قوم حضرت یونسؑ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی اور انہیں ملک میں واپس لے آئے اور ان سے [illegible] عذاب سے بچنے کے [illegible] خدا تعالیٰ

کے نزدیک مدنظر ہوتی ہے خواہ الہام میں اس کا ذکر نہ بھی کیا جائے جیسا کہ حضرت یونسؑ کے الہام میں اس کا ذکر موجود نہ تھا لیکن واقعہ یہی ہے کہ قوم نے توبہ کی اور حضرت یونسؑ کی مخالفت سے باز آگئے تو خدا تعالےٰ نے انھیں معاف کر دیا اور ہلاکت کے عذاب کو واپس لے لیا۔ پس پتہ لگا کہ پیشگوئیوں میں ہلاکت کو دور کرنے کے لئے جو اسباب خدا تعالےٰ کے ہاں مقرر ہیں ان میں توبہ بھی ہے خواہ اسکا ذکر الہامی الفاظ میں نہ بھی کیا جائے۔ پس وہ لوگ جو پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھنے کا شوق رکھتے ہیں ان کو یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے

تیسری مثال :۔ تیسری مثال خود حضرت نبی کریم صلعم کی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کو ہجرت کا مقام دکھلایا گیا تھا لیکن اس مقام کا نام خدا تعالےٰ نے اپنے کشف میں نہیں بتلایا تھا حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے اجتہاد سے یمامہ یا ہجر تعیین کر لیا لیکن بعد میں مدینہ نکلا جہاں نبی کریم صلعم ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔

چوتھی مثال :۔ حضرت نبی کریم صلعم کو کشف میں دکھلایا گیا کہ حضورؐ کی وفات کے بعد جو بیوی حضورؐ کی سب سے پہلے فوت ہوگی وہ لمبے ہاتھ والی بیوی ہوگی چنانچہ آنحضور صلعم کی موجودگی میں آنحضور صلعم کی بیویوں کے ہاتھوں کی پیمائش کی گئی تو حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے لیکن جو بیوی حضرت نبی کریم صلعم کے بعد سب سے پہلے فوت ہوئی وہ سودہؓ نہ تھی بلکہ زینب نامی بیوی تھی اور وہ سخاوت میں سب سے بڑھ کر تھی۔ اسوقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لمبے ہاتھ کے معنے کھلے اور پتہ لگا کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت تھی نہ کہ ظاہری ہاتھ۔

پانچویں مثال :۔ یہ مثال سب سے اہم مثال ہے جو صحابہؓ کے لئے بھی ٹھوکر کا باعث بنی تھی تفصیل اسکی یہ ہے کہ آنحضرتؐ کو کشف میں دکھلایا گیا کہ آنحضرتؐ مع صحابہ عمرہ کر رہے ہیں اب

یہ واقعہ تھا کہ مکہ والے نہ حضرت نبی کریم صلعم کو مکہ میں داخل ہونے دیتے تھے اور نہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے دیتے تھے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے جب یہ کشف دیکھا تو چودہ سو صحابہؓ کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف عمرہ کیلئے روانہ ہو گئے۔ کفار مکہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے راستے میں ہی روک لیا اور مکہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ حدیبیہ کے مقام پر فریقین کے درمیان صلح ہوئی جس میں جو شرائط طے ہوئیں وہ مسلمانوں کے نزدیک اُن کے لئے ذلت کی شرائط تھیں۔ حضرت عمرؓ جیسے عظیم الشان صحابی نے حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپ نے ہمیں عمرہ کرنے کی خبر نہیں دی تھی اور کیا اب ہم عمرہ کرنے کے بغیر واپس نہیں جا رہے ہیں کیونکہ کفار مکہ نے صلح کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی منوا لی تھی کہ اس سال عمرہ کیلئے مسلمان مکہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ گویا اس سال نبی کریم صلعم اور مسلمان بغیر عمرہ کے ہی واپس جا رہے تھے جس کا ذکر حضرت عمرؓ نے اعتراض کے رنگ میں حضرت نبی کریم صلعم کے سامنے کیا گویا انہوں نے صریح لفظوں میں کہا کہ جو پیشگوئی حضورؐ نے ہم کو بتلائی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔ حضرت نبی کریم صلعم نے جواب دیا کہ خدا نے یہ تو کہا تھا کہ عمرہ ہوگا لیکن یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال عمرہ ہوگا یہ معنے خود میں نے اپنے اجتہاد سے سمجھے تھے کہ اسی سال عمرہ ہو جائیگا خدا کی پیشگوئی کے مطابق عمرہ تو ضرور ہوگا اور وہ شرائط کے مطابق اگلے سال ہوگا۔ پیشگوئی تو سچی نکلے گی لیکن میرا اجتہاد غلط ثابت ہوگا پس پیشگوئی میرے اجتہاد کا نام نہیں تھا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے الفاظ کا نام پیشگوئی تھا جن کا پورا ہونا لازمی تھا اور وہ شرائط کے مطابق اگلے سال پوری ہو جائیگی لیکن حضرت عمرؓ کی تسلی اس جواب سے نہیں ہوئی۔ اس جواب کو سننے کے بعد وہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے اور اُن کے سامنے بھی وہی اعتراض پیش کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے بھی وہی جواب دیا

جو حضرت نبی کریم صلعم نے دیا تھا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط سے اتنا صدمہ ہوا کہ عمرہ کیلئے مسلمان جو قربانیاں ساتھ لائے تھے ان کو جب حضرت نبی کریم صلعم نے وہیں ذبح کر دینے کیلئے کہا تو ایک مسلمان بھی ذبح کرنے کے لئے تیار نہ ہوا آخر حضرت نبی کریم صلعم نے جب اس صدمہ کا ذکر اپنی زوجہ محترمہ کے پاس کیا تو انہوں نے آنحضرت صلعم کو مشورہ دیا کہ آپ اپنی قربانی کا جانور ذبح کر دیں آپ کو دیکھ کر مسلمان بھی ذبح کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا کہ جب نبی کریم صلعم نے اپنی قربانی ذبح کر دی تو مسلمانوں نے بھی اپنی قربانیوں کو ذبح کرنا شروع کر دیا۔ اس سارے واقعہ سے پتہ لگتا ہے کہ مخالفین تو کیا خود ماننے والوں کو بھی ابتلا آجاتا ہے۔ وہ بھی پیشگوئی کی اس تاویل کو سامنے رکھ کر جو ملہم نے کی ہوتی ہے اور اس کے لحاظ سے اس تاویل کی رو سے پیشگوئی پوری نہیں ہوتی تو وہ بھی پیشگوئی کو غلط سمجھنے لگ پڑتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عمرہ والی پیشگوئی کو غلط سمجھا اور مشکل سے حضرت نبی کریمؐ کے سمجھانے پر تسلی ہوئی۔ حضرت نبی کریمؐ کی تاویل سے جہاں پیشگوئی کا وقوع میں آنا ثابت ہو کر یقینی طور پر ثابت کرتا ہے کہ ملہم کی تاویل درحقیقت پیشگوئی نہیں ہوتی بلکہ پیشگوئی درحقیقت وہی تاویل ہوتی ہے جو خدا تعالے نے اپنے مدنظر رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ اسی کو کہتے ہیں اور دوسری بات اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ملہم کو خواہ وہ نبی ہی ہو اپنے کشف یا الہام کی وہ تاویل بتلا بھی دے جو اس نے اپنے الہام میں مدنظر رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ میں حضرت نبی کریمؐ کو یہ تو بتلا دیا کہ عمرہ ہوگا لیکن یہ نہیں بتلایا کہ اسی سال عمرہ ہوگا۔ عمرہ تو ہوا اور پیشگوئی پوری بھی ہو گئی لیکن حضرت نبی کریمؐ نے جو یہ سمجھا تھا کہ اسی سال عمرہ ہوگا وہ سمجھنا غلط نکلا عمرہ ہوا لیکن اگلے سال جا کر ہوا۔ خدا کی بات تو پوری ہو گئی لیکن حضرت نبی کریمؐ کا اجتہاد پورا نہ ہوا

جس سے صحابہؓ کو بھی ٹھوکر لگی۔ پس وہ لوگ جو ملہم کی تاویل کو پیشگوئی سمجھ بیٹھتے ہیں اور اسکے پورا نہ ہونے پر معترض ہوتے ہیں۔ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی تاویل کو مدنظر رکھیں اور اس بات کے سمجھنے کی کوشش کریں کہ ملہم کی تاویل غلط ہو سکتی ہے اور اس کے مطابق پیشگوئی پوری نہیں ہو سکتی۔ صرف اُسی تاویل کے لحاظ سے پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے مدنظر رکھی ہوئی ہوتی ہے۔

پیشگوئیوں کے اقسام

پیشگوئیوں کی دو قسمیں ہیں ایک وعدہ کی پیشگوئی اور دوسری وعید کی پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جسقدر وعدے خدا تعالیٰ کیطرف سے ہوئے وہ سب پورے ہو گئے ایک وعدہ بھی ایسا نہیں جو پورا نہ ہوا ہو۔ جب حضورؑ کے والد صاحب کی وفات ہوئی یا ہونے والی تھی تو بشریت کے لحاظ سے حضورؑ کے دل میں خیال گذرا کہ اب ہمارے خاندان کو مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑیگا کیونکہ خاندان کی بیشتر آمد کا دارومدار اس پنشن پر تھا جو سرکار کیطرف سے والد صاحب کو ملتی تھی۔ فرماتے ہیں کہ اس خیال کے آنے کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا: "الیس اللہ بکاف عبدہ" کیا اللہ تعالےٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں چنانچہ واقعات بتلا رہے ہیں کہ حضورؑ اور حضورؑ کے خاندان پر تنگی کا کوئی دور نہیں آیا۔ اسوقت تک حضورؑ کے خاندان کے افراد کا ساتھ مالی کشائش دے رہی ہے اور وہ سب کے سب عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مالی کشائش نے اسوقت تک ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ سورہ کہف ع۱۰ میں خدا تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے متعلق ایک قانون فرمایا ہے۔ حضرت خضر نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو مضبوط بنا دیا تھا۔ حضرت موسےؑ کو اس پر اعتراض ہوا تو حضرت خضر نے جواب دیا: واما الجدار فکان لغلمین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہٗ کنز لهما وکان ابوهما صالحًا فاراد ربك ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمۃ من ربك وما فعلته عن امری ذلك تاویل ما لم تسطع

علیہ صبرا"

حضرت موسیٰؑ کو جواب دیتے ہوئے حضرت خضرؑ فرماتے ہیں باقی رہا دیوار کا معاملہ تو آپ کو معلوم ہو کہ وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر کے رہنے والے تھے اور اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا پس تیرے رب نے ارادہ کیا کہ وہ جوان ہو جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ سب کچھ تیرے رب کی رحمت سے ہوا۔ میں نے کسی امر کو اپنے اختیار سے نہیں کیا۔ یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جس پر اے موسیٰؑ آپ صبر نہیں کر سکے۔ یہ واقعہ بتلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی اولاد کو بھی مالی تنگی سے محفوظ رکھتا ہے اور مالی کشائش سے ان کو نوازتا ہے۔ آیت میں لڑکوں کی نیکی کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ صرف باپ کی نیکی کا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ اور اسی بناء پر ان کے مال کی حفاظت کا انتظام کروا دیا تا بڑے ہو کر ان کو مالی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ پس حضرت اقدسؑ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ اسی بناء پر مالی کشائش سے نوازتا چلا آ رہا ہے۔ پس بالکل ابتداء میں مالی کشائش کا وعدہ کیا تھا۔ خدا نے دیکھ لو قریباً ایک صدی گزر چکی ہے۔ لیکن خاندان کو حضورؑ کی نیکی کی وجہ سے آج تک مالی تنگی کا سامنا نہیں کرنا پڑا بلکہ مالی کشائش سے ہی مکنار چلے آ رہے ہیں۔ پھر حضورؑ کو اولاد کا وعدہ دیا اُسے پورا کیا۔ پھر حضورؑ کو ۸۰ سال کے قریب زندگی کا وعدہ دیا اُسے پورا کیا۔ پھر حضورؑ کو دشمنوں کے ارادہ قتل سے محفوظ رکھنے کا وعدہ دیا اُسے پورا کیا۔ پھر حضورؑ کو مشکلات کے وقت میں اپنی تائیدوں اور نصرتوں کا وعدہ دیا اُسے پورا کیا۔ پھر حضورؑ کو قرآنی علوم اور حقائق و معارف کے سکھلانے کا وعدہ دیا اسکو پورا کیا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پہ علماء کے مقابلہ میں حضورؑ کے معارف قرآنی غالب رہے۔ پھر حضورؑ کو ہلاکت سے محفوظ رکھا جن کے متعلق حضورؑ کے دشمنوں نے حضورؑ کی تباہی کی پیشگوئیاں کی تھیں۔ پھر حضورؑ کو ہر مباہلہ کے وقت کامیابی فرمائی۔ غرضیکہ حضورؑ کی زندگی کے ہر شعبہ میں خود مدد سے حضورؑ

سے ہوئے وہ سب کے سب پورے کر کے دکھلا دیئے۔ دوسرا پہلو پیشگوئیوں کا وعید سے تعلق رکھتا ہے اس میں بھی حضورؑ کو نمایاں کامیابی حاصل رہی۔ وعید کی پیشگوئیوں میں دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک پہلو کے لحاظ سے تو وعید میں جس عذاب کی پیشگوئی کی جاتی ہے وہ فریق ثانی کے توبہ نہ کرنے کی وجہ سے لازماً پوری ہو جاتی ہے اور دوسرا پہلو اس کا یہ ہوتا ہے کہ اگر فریق ثانی حق کی طرف رجوع کرے اور توبہ سے کام لے کر تکذیب سے باز آ جائے تو اس کے حق میں جو عذاب کی پیشگوئی کی جاتی ہے وہ ٹل جاتی ہے۔ چنانچہ حضورؑ کے مخالفین کے حق میں وعید کی پیشگوئی کے یہ دونوں پہلو پورے ہوتے رہے ہیں۔ توبہ کرنے والے اور تکذیب سے باز آ جانے والے عذاب کی پیشگوئی سے بچتے رہے۔ اور توبہ نہ کرنے والے اور تکذیب کو نہ چھوڑنے والے عذاب کا نشانہ بنتے رہے چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل (رکوع ۶) میں فرمایا: وما نرسل بالآیات الا تخویفا "ہم وعید کی آیات نہیں بھیجتے ہیں۔ بلکہ خوف دلانے کے لئے، پس اگر خوف دلوں میں پیدا ہو جائے تو وعید کی پیشگوئی ٹل جاتی ہے یہی تمام آئمہ کا مذہب ہے۔ پھر دوسری آیت میں فرمایا: وکذلک انزلنا قرآنا عربیا و صرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکراً"

اس طرح ہم نے اس کو قرآن فصیح اور واضح زبان میں اتارا ہے اور اس میں وعید کی پیشگوئیں مختلف رنگوں میں بیان کی ہیں تا کہ سرکش لوگ سرکشی سے باز آ جائیں۔ اور ان کے دلوں میں اس ذکر حکیم کی عظمت پیدا ہو جائے۔ پھر فرمایا: واخذنٰھم بالعذاب لعلھم یرجعون "ہم تکلیفوں اور دکھوں سے لوگوں کو پکڑتے ہیں۔ تا وہ تضرع سے کام لیں۔ انہی آیات کو سامنے رکھتے ہوئے حضورؑ نے وعید کی پیشگوئیوں کے متعلق مندرجہ ذیل اصول پیش کیا ہے فرماتے ہیں

قدیم سے سنت اللہ ہے کہ جو شخص خوف کی حالت میں رجوع کرے اور پھر امن پاکر برگشتہ ہو جائے تو خدا اسکو تھوڑی مہلت دے کر پھر پکڑ لیتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے:

کاشفوا العذاب قلیلاً انکم عائد ون" یعنی ہم رجوع کرنے کے بعد کچھ تھوڑی مدت عذاب کو موقوف رکھیں گے اور پھر پکڑ لیں گے اور تھوڑی مدت اس لئے کہ پھر تم انکی طرف رجوع کرو گے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ یہ بات مسلمانوں کو بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو یا ایک شخص کا انجام خدا تعالےٰ کے علم میں کفر ہو مگر عادت اللہ قدیم سے یہی ہے کہ اسکی تضرع اور خوف کے وقت عذاب کو دوسرے وقت پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وعید میں خدا کے ارادہ عذاب کا تخلف جائز ہے مگر بشارت میں جائز نہیں جیسا کہ قوم یونس کی وعید میں نزول عذاب کی قطعی تاریخ بغیر کسی شرط کے تبلاکر پھر اس قوم کی تضرع پر وہ عذاب موقوف رکھا گیا اور قرآن شریف اور توریت کے اتفاق سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرعون کے ایمان کے وعدہ پر خداتعالےٰ بار بار عذاب کو اس سے ٹالتا رہا حالانکہ جانتا تھا کہ فرعون کا خاتمہ کفر پر ہے مگر اس بات کا سِرّ کہ وعید میں تخلف ارادہ عذاب کا کیوں اور کس وجہ سے بعض اوقات میں ہو جاتا ہے۔ حالانکہ بظاہر تخلف وعید میں بھی رائحہ کذب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسیکو سزا دینا دراصل خداتعالےٰ کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے۔ اس کے صفاتی نام جو اصل الاصول تمام صفاتی ناموں کے ہیں چار ہیں۔ اور چاروں جود اور کرم پر مشتمل ہیں۔ یعنی وہی نام جو سورۃ فاتحہ کی پہلی تین آیتوں میں مذکور ہیں یعنی رب العلمین اور رحمان اور رحیم اور ملک یوم الدین یعنی مالک یوم جزا۔ ان ہر چہار صفات میں خداتعالےٰ کی طرف سے ان لوگوں کیلئے سراسر نیکی کا ارادہ کیا گیا ہو۔ یعنی پیدا کرنا، پرورش کرنا جس کا نام

ربوبیت ہے۔ اور بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے اور تقویٰ اور خدا ترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیّا کرنا جو آئندہ دکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھیں۔ جس کا نام رحیمیت ہے۔ اور اعمالِ صالحہ کے بجا لانے پر جو عبادت اور صوم اور صلوٰۃ اور بنی نوع کی ہمدردی اور صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے۔ وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے جس کا نام جزاء خیر از طرف مالک یوم الجزا ہے۔ سو خدا نے ان ہر چہار صفات میں سے کسی صفت میں بھی انسان کے لئے بدی کا ارادہ نہیں کیا۔ سراسر خیر اور بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن جو شخص اپنی بدکاریوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتوہ کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کرے اور فطرت کو بدل ڈالے اس کے حق میں اس کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ربوبیت کا ارادہ فنا اور اعدام کے ارادہ کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے۔ اور رحمانیت کا ارادہ غضب اور سخط کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور رحیمیت کا ارادہ انتقام اور سخت گیری کے رنگ میں جوش مارتا ہے۔ اور جزاء خیر کا ارادہ سزا اور تعذیب کی صورت میں اپنا ہولناک چہرہ دکھاتا ہے۔

سو یہ تبدیلی خدا کی صفات میں انسان کی اپنی حالت کی تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ غرض چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدا تعالیٰ کی ان صفات میں داخل نہیں جو ام الصفات ہیں کیونکہ دراصل اس نے انسان کے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اس لئے خدا کا وعید بھی جب تک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے۔ فیصلہ ناطقہ نہیں ہے لہٰذا اس کے برخلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں۔ اور گو بظاہر کوئی وعید شرط سے خالی ہو مگر اس کے ساتھ پوشیدہ طور پر ارادہ

الٰہی میں شروط ہوتی ہیں۔ بجز ایسے الہام کے جنہیں ظاہر کیا جائے کہ اس کے ساتھ شروط نہیں ہیں۔ پس ایسی صورت میں وہ قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور تقدیر مبرم قرار پا جاتا ہے۔ یہ نکتہ معارف الہیہ میں سے نہایت قابل قدر اور جلیل الشان نکتہ ہے جو سورۃ فاتحہ میں مخفی رکھا گیا ہے۔

عارضی رجوع کے ذریعہ بھی عذاب ٹال دیا جاتا ہے

چنانچہ حضرت نبی کریمؐ کی بددعا سے جب اہل مکہ پر قحط کا شدید عذاب آیا تو رئیس مکہ ابوسفیان مدینہ میں حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے عرض کی چنانچہ اہل مکہ نے اللہ تعالےٰ کے حضور یہ عرض کرنا شروع کیا کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو ٹال دے ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان کیلئے نصیحت پکڑنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جب کہ ان کے پاس رسول کھلی کھلی ہدایت لے آیا اور انہوں نے اس ہدایت سے منہ پھیر لیا اور کہا یہ تو معلم ہے مجنون ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے رجوع سے کام لیا ہے ہم تھوڑے عرصہ تک عذاب ٹال دیں گے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ یہ سرکشی کی طرف پھر لوٹ آئیں گے۔ اس لئے وہ دن جلد آجائے گا۔ کہ ہم سخت گرفت ان پر وارد کردیں گے۔ اور ہم ضرور ان کو سزا دیں گے اب دیکھو کہ جب خدا کو علم تھا کہ یہ لوگ اپنی توبہ پر قائم نہیں رہیں گے۔ پھر بھی عذاب واپس لے لیا۔ تو سلطان محمد تو مرتے دم تک اپنی توبہ پر اور تکذیب کو چھوڑنے پر قائم رہا تو وہ کس طرح عذابی موت کا شکار ہو سکتا تھا۔ اسی لئے حضورؑ نے یہی لکھا کہ جب تک یہ توبہ پر قائم رہے گا اس پر عذابی موت نہیں آسکتی۔ اگر اسے مخالف علماء تم سلطان محمد کو عذابی موت کا شکار دیکھنا چاہتے ہو تو اس سے بے باکی اور تکذیب کا اشتہار دلوا دو پھر خدا کی قدرت

کا تماشا دیکھو۔ اس حالت میں جو میعاد اس کی موت کی خدا مقرر کرے گا اگر اس میں اس کی موت واقع نہ ہو تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ لیکن مخالف علماء باوجود کوشش بسیار کے اس سے ایسا اشتہار نہ دلوا سکے۔

پس جب وہ موت تک اپنی توبہ پہ قائم رہا تو سنت اللہ کے مطابق اور حضورؑ کے الہام ہیوت کے مطابق اس کا عذابی موت سے بچا رہنا لازمی امر تھا اور یہ بچا رہنا تو حضورؑ کی پیشگوئی کی صداقت پر حتمی دلیل کا کام دیتا رہا۔ پس وہ لوگ جو اس کے نہ مرنے پر اعتراض کرتے تھے سخت غلطی کے مرتکب تھے۔ عذابی موت سے اس کا محفوظ رہنا تو حضورؑ کی پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہا تھا اور وہ پیشگوئی یہی تھی کہ وہ نہیں مرے گا۔ اور اس پر اعتراض کرنے والے کتوں کے مشابہ ہوں گے۔

سلطان محمد کی پیشگوئی پر روشنی ڈالنے کے بعد میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کی توفیق سے پیشگوئیوں کے اصولوں پر بھی ایک ٹریکٹ شائع کروں گا۔ خدا مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے

آمین

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ